Cosmos Multidisciplinary Research E-Journal
Online Available at www.cmrj.in
Recognized International Peer Reviewed Journal
Impact Factor 5.3
ISSN No. 2456-1665

مولانا ا بو لکلا م بحیثیت نثر نگار

Dr. Patel Shabina Begum Mujahed Saheb
Assistant Professor, Department of Urdu
Sharadchandra Mahavidyalaya, Shiradhon
shabinapatel751@gmail.com
Mob.No. 9552505096

مو لانا ا بو لکلام آزاد کی ولادت ۱۱نو مبر ۱۸۸۸عیسوی کو مکہ معظمہ میں ایک علمی گھرانے میں ہوئی۔ مو لانا کا اصل نام محی الدین احمد تھا اور ان کے والد تاریخی نام فیر و ز بخت سے انھیں پکارا کرتے تھے۔ مو لانا نے چو دہ برس تک کی ابتداء مشرقی علوم اپنے والد محترم مولانا محمد خیر ا لدین سے حاصل کی۔ مو لانا کے والد بغرض علاج ہجرت کرکے مکہ معظمہ سے واپس ہندوستان آئے اور کلکتہ شہر میں مستقل سکونت اختیار کی۔ اِن کی تحریر میں وہی جادو ہوتا ہے جو اِن کی تقریر میں ہوتا ہے۔ اگر چہ ان کے مضامین میں عربی اور فارسی کے الفاظ کا بڑی کثرت سے استعمال ہے لیکن ان کا عالما نہ انداز بیان، جوش و خروش ،عبارت کی دل آ ویزی اِن کے مو ضوع کو بلند کر دیتی ہے۔ ابو ا لکلام آزاد کی ایک دوسری خوبی یہ ہے کہ مضامین میں قرآن کی آ یا ت اور اِن کا ترجمہ اِس خوبی سے اِن کی عام تحریروں میں آجاتا ہے کہ رقت کا احساس بھی نہیں ہو تا۔ مادری زبان عر بی ہو نے کے باو جو د بھی مو لانا آ زاد اردو میں مہارت رکھتے تھے اور کافی ذہین اور بے پناہ فطری صلا حیت کے مالک تھے جس کا انداز اِس بات سے ہوتا ہے کہ اُنہوں نے پندرہ سال کی عمر میں اپنے علمی و سیاسی سفر کا آغاز کیا اور ما ہا نہ جریدہ ,, لسا ن الصد ق ،، جاری کیا جس کی مو لانا الطاف حسین حالی نے بھی بڑی ستائش کی۔ پھر مو لانا نے ۱۹۱۴ عیسوی میں ,, الہلال ،، جریدہ نکالا یہ اپنی طرز کا پہلا پرچہ تھا جس کو برطانوی حکومت نے پریس ایکٹ کے تحت بند کر دیا تھا۔ یہ اخبار ترقی پسند سیاسی بصیرت اور انسانی عقل پر کھرا اترنے والی مذہبی عکاسی کا گہوارہ اور بلند پایہ سنجیدہ ادب کا نمونہ تھا۔ مو لانا بیک وقت سنجیدہ شا عر ا نہ ،مزاج ،مفکر اسلام ،بلند پایہ مقرر ،مثالی صحافی اور ایک بہترین مفسر قرآن بھی تھے گویا کہ مو لانا اپنے آپ میں ایک انجمن تھے۔ چونکہ آپ کی شخصیت ہمہ گیر ہے لہٰذا آپ کی خدمات اور حیات کو کسی چھوٹے سے مضمون کے ذریعے قلمبند نہیں کیا جاسکتا ۔ مولانا آزاد کا مقالات آزاد دو حصوں میں اور غبارِ خاطر جو ۱۹۴۲عیسوی میں قلعہ احمد نگر کی جیل میں لکھے گئے خطوں کا مجموعہ ہے۔ مولانا آزاد کی شخصیت میں تمام تر قائدانہ صلاحیت موجود تھی۔ اُنہوں نے اپنے سیاسی سفر کا آغاز انڈین نیشنل کانگریس سے وابستہ ہو کر کیا۔ جب

انگریز ہندوستان پر قابض تھے ۔تب مولانا نے الہلال البلاغ جیسے جریدوں کے ذریعے عوام کے اندر آزادی کے لیے قربانیوں کو پیش کرنے کا شعور بیدار کیا ۔عوام کے اندر اپنے حقوق کو حاصل کرنے کی تڑپ پیدا کرنے کے لیے اپنی تحریروں کا بھر پور استعمال کیا ۔لیکن جب انگریز اِس بات سے واقف ہو چکے تھے کہ مولانا کہ رسالے اِن کی سازشوں کا پردہ فاش کر رہے ہیں تو انگریزوں نے الہلال ،البلاغ پر پابندی لگا دی ۔مولانا کو شہر بدر کیا گیا ،نظر بند کیا گیا ۔انھیں ذہین اذیتیں دیگئیں۔لیکن مولانا نے اپنا عزم سفر جاری رکھا کبھی اپنے قدم پیچھے نہیں ہٹا ۓ بلکہ اِس نئی صبح کا وہ انتظار کر رہے تھے کہ ہندوستان ایک آواز مملکت میں تبدیل ہو جائے۔باالآخر وہ سورج طلوع ہو ہی گیا اور انگریز ہندوستان چھوڑکر واپس چلے گئے لیکن یہ گوری رنگت کے انگریزوں نے گنگا جمنی تہذیب کو مٹانے کے لئے جاتے جاتے اکثریت اور اقلیت کا مذہبی فرق بتاکر ہندو مسلم میں دراڑ ڈال دی جس کا پیش خیمہ ملک کی تقسیم ثابت ہوا ۔حالانکہ مولانا نے تقسیم ہند کے وقت بڑی بے باکی اور جر ا ت سے اِس بڑھتی کشیدگی کو ختم کرنے کی ہر ممکنہ کوشش کی اور اسی وقت آپ نے ایک تاریخی جملہ بھی کہا تھا کہ ,, اگر دنیا دس ہزار سال یا دس لاکھ سال مزید قائم رہے تو پھر بھی دو چیزیں ختم نہیں ہونگی ایک تو ہندو قوم کی تنگ نظری ،دوسرے مسلمان قوم کی اپنے سچے رہنماؤں سے بدگمانی۔مولانا آزاد کا اندازِ تحریر خطیبانہ اور عالمانہ زیادہ اور صحافتی کم ہے اِن کی زبان عربی اور فارسی کے الفاظ سے بوجھل ہے۔ یقیناً مولانا کا ۷۵ سال قبل والا جملہ آج بھی ہمارے ملک پر صادق آتا ہے۔تقسیم ہند کے بعد ۱۵ اگست ۱۹۴۷ عیسوی کو ہندوستان دنیا کے نقشے پر ایک آزاد ملک کی حیثیت سے اور دنیا کا سب سے بڑا جمہوری ملک نمودار ہوا ۔اسی آزاد ہند کا پہلے وزیر تعلیم مولانا آزاد کو بنایا گیا۔مولانا نے ۱۹۴۷ تا ۱۹۵۸ گیا رہ سال تک وزارت تعلیم میں اپنی خدمات انجام دیں۔ اِن گیارہ برسوں کے دوران مولانا نے تعلیمی اداروں میں اپنی گونا گوں صلاحیتوں سے تعلیم کو پروان چڑھا یا بلکہ تعلیم نسواں و تعلیم بالغان کے لئے بھی آپ نے بہت کوششیں کی عوامی شعور کو بھی اُجاگر کیا ۔مولانا تعلیم کے متعلق کہا کرتے تھے کہ تعلیم کا مقصد روزی روٹی کی فراہمی کے ساتھ کردار سازی کا ذریعہ ہونا چاہئے۔مولانا کے تعلیمی نظریات کی بنیاد چار امور پر استوار ہے۔۱. ذہنی بیداری ۲۔اتحاد و ترقی ۳۔مذہبی رواداری ۴۔عالمی اخوت اُنہوں نے تعلیمی نظام کے استحکام کے لئے دو کمیشن قائم کیے۔ یونیورسٹی/ کالج تعلیمی کمیشن اور ثانوی تعلیم کمیشن دونوں اداروں کی کار کردگی آج بھی کسی سے پوشیدہ نہیں ہے ۔مولانا کی خصوصیت یہ تھی کہ آپ صرف قولی شہادت پر اکتفا نہیں کر تے تھے جو بولتے تھے وہ کرکے بھی بتاتے تھے ۔مولانا نے اِن گیارہ سالوں میں انگریزوں کی دی گئی تعلیمات کی تنگ نظری کو ختم کیا اور موزوں و مناسب نظام تعلیم کو حتی الامکان پروان چڑھایا ،آپ نے عصری تعلیم کے تقاضوں کو پورا کیا ۔خاص طور پر

آپ تعلیم صنعت اور حرفت پر بہت زور دیا کرتے اسی وجہ سے مختلف تعلیمی و تحقیقاتی ادارے قائم کئے اور آج بھی مولانا کے نام سے منسوب یونیورسٹیاں ملک کے عظیم تر شہروں میں پھیلی ہوئی ہے۔جن سے طلباء فیض یاب ہو رہے ہیں ۔مولانا آزاد کے ملک کے پہلے وزیر تعلیم ہونے کے نا تے اِن کے یوم پیدائش پر ملک بھر میں یوم تعلیم کا انتہائی تزک و احتشام سے جشن منایا جاتا ہے ۔مولانا نہ صرف تعلیم کو فروغ دیا بلکہ شا عر ی کے ذریعے بھی مسلم معاشرے کی اصلاح کی اور وقتاً فوقتاً ہندو مسلم اتحاد کی بھی شا عر ی کرتے رہے ۔ادب و ثقافت کے فروغ کیلئے بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیا ۔مولانا نے ہندوستان کے ادبی اور ثقافتی تنوع کو مشترکہ پلیٹ فارم فراہم کرنے کی غرض سے ساہتیہ اکیڈمی ،للت کلا اکیڈمی اور سنگیت ناٹک اکیڈمی جیسے اداروں کی بنیادیں ڈالی ہیں ۔بین لاقوامی سطح پر ہندوستان اور یہاں کی ثقافت کو فروغ دینے کے لئے انڈین کونسل فا ر کلچرل ریلیشنز کو قائم کیا ۔مولانا ۱۹۵۸ عیسوی میں بحیثیتِ وزیرِ تعلیم جمہوریہ ہند انتقال کیا ۔